علمائے اصول فقہ کے نزدیک اصول دین چار ہیں۔ کتاب یعنی قرآن مجید' سنت' اجماع اور قیاس۔ لیکن در حقیقت یہ تعبیر ٹھیک نہیں۔ جہاں تک قیاس کا تعلق ہے' اصول دین کے اعتبار سے اس کی اپنی کوئی مستقل حیثیت نہیں۔ کیونکہ قیاس تو وہی معتبر ہو گا جو کتاب' سنت اور اجماع سے استنباط کیا گیا ہو۔ اس کے بعد تین اصول رہ جاتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ سنت کو قرآن سے مستنبط مانتے ہیں لیکن ان کے نزدیک استنباط کا طریقہ وہ نہیں ہے جو ائمہ فقہا میں مروج ہے چنانچہ شاہ صاحب نے حکمت کے اصول پر استنباط کرنے کے طریقے اور ان کے اصول بھی مقرر کیے ہیں۔ "خیر کثیر" میں انہوں نے اس مسئلے کی مزید تفصیل کی ہے۔ سنت کے متعلق شاہ صاحب کے اس نظریہ کو تسلیم کر لیا جائے تو اصول دین کے لحاظ سے اس طرح سنت کی حیثیت ایک مستقل اصل کی نہیں رہتی' بلکہ وہ قرآن ہی کی تشریح اور تفصیل بن جاتی ہے۔

باقی رہ گیا اجماع کا معاملہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے خلافت راشدہ کے دور اتفاق کے آخری وقت یعنی شہادت عثمان (۳۵ ھ) تک شاہ صاحب کی تحقیق میں مسلمانوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ اس دور کو وہ دور اجماع کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل انہوں نے اپنی کتاب "ازالتہ الخفا" میں پیش کی ہے۔ شاہ صاحب اس دور کو "خیر القرون" قرار دیتے ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کے پاس اساسی قانون کے طور پر سوائے قرآن مجید کے اور کوئی لکھی ہوئی چیز نہیں تھی۔ اس لیے ان کا دار و مدار یا تو قرآن مجید پر تھا یا اس سنت پر جو قرآن مجید سے استنباط کی گئی تھی۔اور ایک لحاظ سے یہ قران مجید کی عملی تشریح اور تفیصل ہی تھی۔ ان حالات میں ظاہر ہے جو بھی فیصلے ہوئے' ان سب کا دار و مدار کتاب سنت پر تھا۔